آیت تطہیر

ایک تحقیقی جائزہ

ثاقب اکبر

اس مقالے میں آیہ تطہیر کے حوالے سے " معرکہ ء آراء " کا کچھ نقشہ پیش کیا گیا ہے ۔ اس سلسلے میں مختلف نظریات کے اہم دلائل بھی قارئین کے سامنے پیش کر دیے گئے ہیں ۔ مختلف تفاسیر پر ہونے والے اعتراضات اور ان کے جوابات کا خلاصہ بھی قارئین کے سامنے آ جائے گا ۔

ہم نے اختلاف تفسیر کے حوالے سے چند بنیادی مسائل کی نشاندہی بھی کی ہے البتہ ان پر کچھ مزید کھل کر بات کرنے کی ضرورت ہے ۔ آخر میں تمام مباحث کو سامنے رکھتے ہوئے چند متفقہ پہلوؤں کی نشاندہی کی گئی ہے نیز مخاطبین قرآن اور ان کی بعض ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا گیا ہے ۔ ان کلمات کو راقم کے سوز دل کا ایک اظہار کہا جا سکتا ہے ۔ یہ ساری گفتگو قرآن حکیم کے ایک طالبعلم کی حیثیت سے کی گئی ہے ۔ کہیں اخذ مطلب یا بیان مطلب میں کوتاہی ہو گئی ہو تو راقم اپنے اللہ عفو و بخشش کا امیدوار ہے ۔

آیت تطہیر میں " اہل البیتؑ " کے مصداق

اس سلسلے میں مختلف اقوال ہیں مثلاً :

۱ ۔ اہل بیت الحرام : اس کے مطابق " اہل بیتؑ " میں " البیت " سے مراد بیت اللہ الحرام ہے ۔ یہ قول مقبول نہیں ہوا لہٰذا متروک ہو گیا ۔

۲ ۔ اہل مسجد رسول خداؐ : اس قول کے مطابق " البیت " سے مراد مسجد النبیؐ ہے ۔ اس کی بھی آیات و روایات سے تائید نہیں ہوتی لہٰذا ہمارے علم میں آج کوئی اس کا قائل نہیں ۔ ان دونوں اقوال کا ذکر علامہ طبری اور دیگر کئی مفسرین نے کیا ہے ۔

۳ ۔ رسول اللہؐ کا تمام خاندان جس میں ازواج ، آل عباسؓ ، آل عقیلؓ ، آل جعفرؓ اور آل علیؑ شامل ہیں ۔

۴ ۔ پیغمبر اکرمؐ اور آپؐ کی ازواج (اسے علامہ طباطبائی نے ایک احتمال کے طور پر لکھا ہے ۔)

۵۔ آل عباسؓ ، آل علیؓ ، آل عقیلؓ اور آل جعفرؓ۔ اس قول کے مطابق ازواج رسول شامل نہیں ہیں۔

۶۔ ازواج رسولؐ : اس قول کی نسبت عکرمہ اور عروہ وغیرہ کی طرف دی گئی ہے۔ تفسیر جلالین میں بھی یہی موقف اختیار کیا گیا ہے۔

۷۔ رسول اللہؐ ، حضرت علیؑ ، حضرت فاطمہؑ ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ۔

۸۔ ازواج رسولؐ اور پنجتن پاک۔

۹۔ پنجتن پاک اور امام حسینؑ کی اولاد میں سے نو آئمہ اہل بیت۔

ان کے علاوہ بھی بعض اقوال ہیں۔

پہلے قول سے چوتھے تک اور چھٹا قول صاحب المیزان نے روح المعانی سے نقل کیا ہے۔ ساتواں قول زیادہ تر شانھائے نزول کی بنیاد پر ہے۔ ساتویں اور نویں قول میں جو فرق ہے وہ فقط شان نزول کے علاوہ آئمہ اہل بیت سے مروی روایات کے باعث ہے۔ البتہ شانہائے نزول کے اعتبار سے شیعہ سنی روایات میں کوئی بنیادی فرق نہیں۔ رہا آٹھواں قول تو وہ سیاق و سباق کی روشنی میں آیت کی تفسیر کے ساتھ شانھائے نزول کی روایات کو جمع کرنے کی کوشش ہے۔ روایات سے تمسک رکھنے والے اہل تسنن کا عصر حاضر میں زیادہ تر یہی نظریہ ہے۔ تھوڑا بہت فرق ہے جس کا کچھ اظہار آئندہ صفحات میں ہو جائے گا۔ البتہ جنہوں نے ازواج رسول اور خمسہ طیبہ کے علاوہ آپؐ کے اقربا کو بھی اس آیت کے مخاطبین میں سے قرار دیا ہے انہوں نے دراصل عرب محاورے اور عرف عام کو سامنے رکھا ہے۔ ہم نے ان صفحات میں عصر حاضر میں موجود اہم نظریات کو ان کے بنیادی دلائل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ تاہم چوتھی تفسیر راقم نے ایک احتمال کے طور پر ذکر کی ہے۔

پانچ تفسیریں

ہم نے آیہ تطہیر کے حوالے سے گفتگو کے لیے پانچ نقطہ ہائے نظر کا انتخاب کیا ہے۔ تفصیل

میں جانے سے پہلے ان کا اجمال کچھ یوں ہے۔

(۱) سیاق و سباق کو دلیل بنا کر نیز عرف میں ازواج کو اہل بیت کا مصداق قرار دیتے ہوئے ایک تفسیر یہ کی جاتی ہے کہ آیہ تطہیر ازواج نبی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۲) سیاق وسباق کا تقاضا یہ ہے کہ ازواج نبی تو پہلے درجے پر " اہل بیت " کی مخاطب ہیں البتہ روایات کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ اور ان کے دو صاحب زادے بھی " اہل بیت " کا مصداق ہیں نیز عرف عام کے لحاظ سے بھی داماد و اولاد کو اس میں شامل کرنا درست ہے تاہم ان کا مصداق ہونا دوسرے درجے پر ہے۔

(۳) روایات کی روشنی میں اور بعض دیگر حیثیات سے اولاد اور داماد " اہل بیت " کا مصداق قرار پانے میں حق اولویت رکھتے ہیں لیکن آیات تطہیر جس سیاق و سباق میں آئی ہے اس کے پیش نظر ازواج رسولؐ کا اس کے مصادیق سے خارج کرنا درست نہیں ہے تاہم ان کا مصداق قرار پانا دوسرے درجے پر ہے۔

(۴) ایک احتمال یہ ہو سکتا ہے آیت تطہیر کی ظاہری تفسیر جو سیاق و سباق کی مدد سے کی جائے اس کے مطابق ازواج رسول کو " اہل بیت " کا مخاطب قرار دیا جائے جبکہ پنجتن پاک کو " اہل بیت " کا مصداق قرار دینے والی آیات کو تفسیر باطن پر محمول کیا جائے۔ پہلی صورت میں " یرید اللّٰہ " میں ارادہ تشریعی مراد لیا جائے جبکہ دوسری تفسیر میں ارادہ تکوینی (یہ تقسیم ناگزیر قرار پائے تو)۔

(۵) ایک تفسیر یہ کی جاتی ہے بہت سی روایات اس پر شاہد ہیں کہ ازواج رسولؐ " اہل بیت " کا مصداق نہیں ہیں۔ " اہل بیت " کا کلمہ اس آیت میں اس کے خاص معنی پر آیا ہے۔ جمع مونث کی ضمیریں ترک کرکے جمع مذکر کی ضمیروں کا استعمال بھی یہ بتاتا ہے یہ آیت سیاق و سباق کے موضوع سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ اس کا موضوع ان سے جدا ہے۔ شان نزول کی روایات بھی اسی امر کی شہادت دیتی ہیں اور قرآن حکیم میں ایسی مثالیں اور بھی ہیں کہ ایک جاری موضوع کی آیات کے بیچ

میں الگ موضوع کی کوئی آیت یا آیت کا حصہ آگیا ہے اس تفسیر کے مطابق خمسہ طیبہ اور دیگر آئمہ اہل بیت اس آیت کا مخاطب ہیں۔

آئندہ صفحات میں ہم ان میں سے ہر تفسیر کو کچھ تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے۔ ان میں سے ہر ایک کے دلائل اس پر ہونے والے اعتراضات اور جوابات کا ذکر کیا جائے گا۔

آخر میں ہم تفسیری اختلافات کے حوالے سے کچھ اصولی مسائل کی بھی نشاندہی کریں گے۔

پہلی تفسیر :

بہت سے مفسرین نے یہی تفسیر کی ہے۔ ان کی دلیل بلکہ سب سے بڑی دلیل سیاق و سباق ہے

وضاحت :۔

آیہ تطہیر سے ماقبل و مابعد کی آیات یقینی طور پر ازواج نبیؐ سے خطاب کی صورت میں آئیں۔ لہذا عین ان کے بیچ میں آیت کا ایک ٹکڑا بعض ان شخصیات کے بارے میں کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ اس طرح تو قرآن کی عبارات اس مقام پر غیر مربوط ہو جائیں گی۔

اس تفسیر پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات :

(۱) پہلا اعتراض اس تفسیر پر یہ ہے کہ "انما" حصر کا معنی دیتا ہے اور اگر یہاں "یرید اللّٰہ" میں ارادہ تشریعی مراد ہو تو کیسے درست ہے کہ اذھاب رجس کے بارے میں ارادہ تشریعی فقط ازواج رسولؐ سے متعلق ہو۔ اللہ تعالیٰ اس لحاظ سے تو سب انسانوں کو رجس سے پاک ہونے اور پاکیزگی اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ : ماقبل کی آیات میں ازواج نبیؐ کے بارے میں سخت لہجہ استعمال کیا گیا ہے۔ پھر انہیں عمل صالح اختیار کرنے کی دعوت بھی دی گئی ہے۔ فاحشہ مبینہ سے بچنے کے لیے کہا گیا ہے بلکہ اس پر دہرے عذاب کی وعیدی گئی ہے۔ اب آیہ تطہیر میں گویا اللہ تعالیٰ انہیں کہتا ہے کہ یہ سب احکام فقط تمہارے ہی فائدے میں ہیں، اللہ کا اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ اے اہل بیت!

اللہ تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم سے رجس دور ہو جائے اور تمہیں اچھی طرح سے پاک کر دے۔

آپ نے دیکھا کہ اس مفہوم میں " انما " کا حصر کا معنی بھی محفوظ ہے اور ما قبل و ما بعد سے آیت کا ربط بھی محفوظ ہے۔

اس مفہوم سے اس سوال کا جواب بھی واضح ہو گیا ہے کہ ارادہ تشریعی فقط ازواج پیغمبرؐ کے بارے میں کیونکر ہو سکتا ہے۔ جیسے گذشتہ آیت میں " تبرج جاھلیت " سے بچنے کے حکم میں ظاہراً مخاطب تو فقط ازواج نبیؐ ہی ہیں لیکن کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ دیگر عورتوں کو اس سے " تبرج جاھلیت " کا اذن عام مل جاتا ہے۔ تقریباً سب مفسرین کا کہنا ہے کہ ازواج نبیؐ کو خطاب کرتے ہوئے سب اہل ایمان عورتوں کو یہ حکم دیا گیا ہے۔

(۲) دوسرا اہم اعتراض یہ ہے کہ گذشتہ اور مابعد کی آیات میں " جمع مونث مخاطب " کی ضمیریں ہیں اور یہاں پر " جمع مذکر مخاطب " کی ضمیریں ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گذشتہ اور مابعد میں مخاطب کوئی اور ہے جبکہ آیہ تطہیر میں مخاطب کوئی اور ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جب " ازواج نبیؐ " کا کلمہ مخاطب قرار پائے گا تو جمع مونث مخاطب کی ضمیریں ہی آئیں گی اور جب " اہل بیت " کا کلمہ مخاطب قرار پائے گا تو جمع مذکر کی ضمیریں ہی آئیں گی۔ اس سے مصادیق نہیں بدل جاتے یہ تو کلمات کا مسئلہ ہے جیسے قرآن حکیم کی اس آیت میں ہے:

اتعجبین من امر اللّٰہ رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ علیکم اھل البیت (ہود ۷۳)

جب " امراتہ " مخاطب تھیں تو ضمیر مفرد مونث مخاطب کی استعمال ہوئی اور جب "اہل بیت" کا کلمہ مخاطب قرار پایا تو پھر " کم " کی ضمیر استعمال ہوئی۔ ویسے بھی کیا " اھل البیت " کا کلمہ استعمال کرنے کے بعد " جمع مونث مخاطب" کی ضمیر استعمال ہو سکتی تھی؟

(۳) ایک اعتراض یہ ہے کہ " اھل بیت " کی اصل مصداق تو اولاد ہی ہوتی ہے۔ بیوی تو

آج ہے کل کو اسے طلاق مل جائے تو اس کا "اھل بیت" سے کوئی ناتہ نہیں رہتا۔

اس کاجواب یہ ہے کہ : سورہ ھود کی مذکورہ آیت میں کیا حضرت ابراھیمؑ کی وہی بیوی جسے " امراتہ" کہا گیا ہے وہ " اھل بیت " کی ایک مصداق ہے یا نہیں اگر ہے تو پھر آیہ تطہیر میں کیوں نہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ عرب جب " اھل بیت " کا کلمہ بولتے ہیں تو کیا بیوی اس میں شامل ہوتی ہے یا نہیں ؟ یقیناً ہوتی ہے بالکل اسی طرح جیسے ہم اردو میں " اھل خانہ " کہتے ہیں تو بیوی اس میں شامل ہوتی ہے۔

(۴) شانھائے نزول میں اس آیت کا مصداق پنجتن پاک یعنی رسول اللہ ﷺ، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ، کو قرار دیا گیا ہے بلکہ بعض میں یہ ہے کہ بیویوں کو رسول اللہ ﷺ نے خود اس چادر کے نیچے آنے سے روک دیا جس میں مذکورہ شخصیات کو جمع کر کے آپ نے دعا کی :

" پروردگارا ! یہ ہیں میرے اہل بیت ..... "

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایات ظواہر قرآن سے متصادم ہیں لہٰذا قابل قبول نہیں۔ ویسے بھی (بعض کے بقول) قرآن کی تفسیر کے لیے پہلا مرحلہ : " یفسر بعضہ بعضا " کے مصداق قرآن کی تفسیر پہلے مرحلے میں قرآن ہی کی مدد سے کی جانا چاہیے لہٰذا آیہ تطہیر کا سیاق و سباق نیز سورہ ہود کی مذکورہ آیت وغیرہ کی مدد سے ہم اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ آیہ ازواج رسولؐ کے بارے میں ہے۔

(۵) " یرید اللّٰہ " کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس میں ارادہء تکوینی مراد ہے۔ دوسرا یہ کہ اس میں ہمیشگی اور استقرار پایا جاتا ہے۔

اس کا جواب گذشتہ نکات میں تقریباً آچکا ہے۔ سیاق و سباق کی دلیل کو تسلیم کرتے ہوئے

اگر آیہ تطہیر میں ازواج رسولؐ کو مخاطب قرار دیا جائے تو یہاں ارادہ ء تشریعی ہی مراد لینا پڑے گا اور ارادے کی استرداد کا تعلق مخاطب سے ہے ۔ بہر حال جو تفسیر " یرید اللّٰہ " کی مندرجہ ذیل آیت (اور اس سے ملتی جلتی دیگر آیات) میں کی جائے وہی آیہ تطہیر میں کی جانا چاہیے :

ما یرید اللّٰہ لیجعل علیکم من حرج و لکن یرید لیطھر کم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون (مائدہ ۴)

(۶) " تطہیرا " سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں کوئی خاص طرح کی طہارت کا ارادہ کار فرما ہے اور یہ امر ارادہ ء تکوینی کے ساتھ ہی ہم آہنگ ہے ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ : " تطہیرا " یہاں تاکید کے طور پر ہے اور خصوصی تاکید اگر ان ازواج کے لیے ہو جن کا " فاحشہ مبینہ " دوہرے عذاب کا باعث ہے اور جن کی اطاعت و عمل صالح دوہرے اجر کا سبب ہے ، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ۔

تبصرہ :

یہ تفسیر ازواج نبیؐ کی کوئی فضیلت ثابت نہیں کرتی ۔ اس تفسیر سے ان کی رجس سے طہارت ثابت ہوتی ہے اور نہ عصمت بلکہ سیاق و سباق کو ملحوظ رکھتے ہوئے رسول اللہ کی زوجیت کے باعث انہیں جو " خصوصی مقام " حاصل ہے اس مقام کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنے کے لیے ایک اور تاکید اس سے ثابت ہوتی ہے ۔ اگر وہ اپنے آپ کو رجس سے بچائیں اور ہر طرح کی طہارت کو ملحوظ رکھیں تو اس میں ان کے لیے اللہ کی رضا ہے ۔ اسی طرح اس سے ان کے لیے کوئی تنقیص بھی ثابت نہیں ہوتی ۔

جیسے دیگر آیات جن میں ازواج رسولؐ کو مخاطب قرار دیا گیا ہے ۔ رسول اللہؐ سے نسبت رکھنے والے تمام افراد اور امت کے تمام افراد کے لیے پیغام رکھتی ہیں ۔ اسی طرح اس تفسیر کے باوصف ایسا پیغام سب کے لیے اس میں محفوظ رہتا ہے ۔

شاید یہ کہنے کی ضرورت نہ ہو کہ اس تفسیر کی صورت میں " یرید اللّٰہ " میں ارادہ ء تکوینی مراد لیا ہی نہیں جا سکتا اور اس پر واضح دلیل ازواج نبیؐ کے بارے میں قرآن حکیم میں موجود آیات ہیں۔

دوسری تفسیر :

اس کے مطابق آیہ ء تطہیر میں پہلے درجے پر خطاب " ازواج نبی " کو ہے اور دوسرے درجے پر " اھل البیت " کے دیگر مصادیق یعنی حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، کو ہے۔ (رسول اللہؐ کے دیگر افراد کو بھی " اھل البیت " کا مصداق قرار دیا جا سکتا ہے۔)

اس تفسیر کے لیے دلائل یہ ہیں :

(۱) آیہ تطہیر جس سیاق و سباق میں آئی ہے اس کے مطابق " اھل البیت " کی پہلی مخاطب آپؐ کی ازواج ہی ہیں البتہ چونکہ عرف عام میں " اھل البیت " میں اولاد بھی شامل ہوتی ہے اور بہت قریبی رشتہ دار بھی اس لیے دیگر شخصیات مذکورہ بھی یہاں مخاطب قرار دی جا سکتی ہیں۔ تاہم ان سے خطاب دوسرے درجے پر ہو گا۔ چونکہ سیاق و سباق میں وہ مخاطب نہیں ہیں۔

(۲) روایات میں رسول اکرمؐ نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو جو اہل البیت قرار دیا ہے وہ بھی درحقیقت اسی امر کی وضاحت ہے کہ یہ شخصیات بھی " اھل البیت " کی مصداق ہیں اور آیہ تطہیر میں یہ بھی مخاطب ہیں کیونکہ احتمال یہ تھا کہ آیہ تطہیر کے سیاق و سباق سے یہ سمجھا جاتا کہ اس میں فقط آپؐ کی ازواج مخاطب ہیں اور چادر کے نیچے حضرت ام سلمہؓ کے اجازت چاہنے پر آپ کا یہ فرمانا کہ " انت علی الخیر " یا اس سے ملتے جلتے جملے جو حضرت عائشہؓ سے بھی منقول ہیں تو بقول مولانا مودودی اس کا مطلب ہے : " تم الگ رہو ، تم تو خیر ہو ہی "

توضیحات :

(i) اس تفسیر کی صورت میں بھی " انما " کے حصر کے مفہوم کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

(ii) اس تفسیر کی صورت میں بھی " یرید اللّٰہ " میں اللہ کا ارادہ تکوینی نہیں بلکہ ارادہ تشریعی مراد لیا جائے گا۔

(iii) آیت کسی کی عصمت یا طہارت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ بقول مولانا مودودی:

"مطلب یہ ہے کہ تم فلاں رویہ اختیار کرو گے تو پاکیزگی کی نعمت تمہیں نصیب ہو گی۔"

(iv) اس تفسیر پر بھی وہی اعتراضات کیے جا سکتے ہیں جو پہلی تفسیر پر کیے جاتے ہیں لہٰذا ان کا جواب مکرر دینے کی ضرورت نہیں۔

(v) اگر اس امر پر اصرار کیا جائے کہ بعض روایاتؐ میں ازواج کو چادر کے نیچے آنے سے روکنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اھل البیت کا مصداق نہیں ہیں تو پھر یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ ظہور قرآن میں تاویل کرنے کی بجائے ظہور حدیث میں تاویل کرنا بہتر ہے۔

(vi) اگر یہ کہا جائے کہ اھل البیت کا کلمہ آیہ تطہیر میں معنی خاص کا حامل ہے نہ کہ معنی عام کا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں۔ جب معنی عام ، عرف عام اور لغوی مفہوم سے کوئی مشکل ہی پیدا نہیں ہوتی تو معنی خاص آخر کیوں مراد لیا جائے۔

(vii) اس تفسیر کی صورت میں بھی ساری امت کے لیے ایک پیغام موجود ہے اور وہ یہ کہ اللہ کو یہ پسند ہے کہ ہم ہر طرح کے رجس سے بچنے اور پاکیزگی اختیار کرنے کے لیے کوشاں رہیں۔

(viii) اس تفسیر کی رو سے کہا جا سکتا ہے کہ شان نزول کسی آیت کے مصداق اور پیغام کو محدود کرتی ہے نہ سیاق و سباق۔ نیز اس تفسیر میں دونوں کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے حتی کہ بعض نے جو اس کے مصادیق میں بنی ہاشم ، بنی عباس ، بنی جعفر کو شامل کیا ہے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ دکھائی نہیں دیتا۔

تیسری تفسیر:

اس تفسیر کی رو سے آیہ تطہیر میں سیاق و سباق کے اعتبار سے اگرچہ ازواج نبیؐ سے خطاب ہے

تاہم عرف عام اور روایات کی روشنی میں اولاد و داماد بھی اس میں مخاطب ہیں بلکہ وہ اہل بیت کا مصداق ہونے کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔

اس کے لیے ہم مولانا شبیر احمد عثمانی کی عبارت نقل کرتے ہیں:

" بہر حال اہل بیت میں اس جگہ ازواج مطہرات کا داخل ہونا یقینی ہے بلکہ آیت کا خطاب اولاً انہی سے ہے لیکن چونکہ اولاد و داماد بھی بجائے خود اہل بیت (گھر والوں) میں شامل ہیں بلکہ بعض حیثیات سے وہ اس لفظ کے زیادہ مستحق ہیں جبکہ مسند احمد کی ایک روایت میں "احق" کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس لیے آپ کا حضرت فاطمہؓ، علیؓ، حسنؓ، حسینؓ کو ایک چادر میں لے کر "اللھم ھؤلاء اہل بیتی" وغیرہ فرمانا یا حضرت فاطمہؓ کے مکان کے قریب گزرتے ہوئے "الصلوۃ اہل البیت یرید اللّٰہ لیذھب عنکم رجس" سے خطاب کرنا اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لیے تھا کہ گو آیت کا نزول بظاہر ازواج کے حق میں ہوا اور انہی سے تخاطب ہو رہا ہے مگر یہ حضرات بھی باطریق اولیٰ اس لقب کے مستحق اور فضیلت تطہیر کے اہل ہیں۔ باقی ازواج مطہرات چونکہ خطاب قرآنی کے اولیں مخاطب تھیں اس لیے ان کی نسبت اس قسم کے اظہار اور تصریح کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔" وللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب"

اس تفسیر پر بھی تقریباً وہ اشکالات و اعتراضات کیے جا سکتے ہیں جو پہلی اور دوسری پر کیے گئے ہیں۔بہرحال اس کے حق میں دلائل کا خلاصہ تقریباً مولانا شبیر احمد عثمانی کے مذکورہ بیان میں آگیا ہے۔ البتہ عرف عام والی دلیل انہوں نے صراحت سے ذکر نہیں کی۔ شاید اس جملے میں ان کا اشارہ اس طرف بھی ہو: " بلکہ بعض حیثیات سے وہ اس لفظ کے زیادہ مستحق ہیں"۔

مولانا شبیر احمد عثمانی کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس کو اہل بیت کی فضیلت پر دال سمجھتے ہیں۔ ان کی ایک اور عبارت ملاحظہ فرمائیے:

" یعنی اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ نبیؐ کے گھر والوں کو ان احکام پر عمل کرا کے خوب پاک و صاف

کر دے اور ان کے رتبہ کے موافق ایسی قلبی صفائی اور اخلاقی ستھرائی عطا فرمائیں جو دوسروں سے ممتاز و فائق ہو (جس کی طرف یطهر کے بعد تطهیرا بڑھا کر اشارہ فرمایا ہے) - یہ تطہیر و اذھاب رجس اس قسم کی نہیں جو آیت وضو میں و لکن یرید لیطھرکم و لیتم نعمته علیکم (مائدہ - رکوع ۲) سے "بدر" کے قصہ میں لیطهرکم به ویذهب عنکم رجز الشیطان (انفعال - رکوع ۲) سے مراد ہے - بلکہ یہاں تطہیر سے مراد تہذیب نفس ' تصفیہ قلب اور تزکیہ باطن کا وہ اعلیٰ مرتبہ ہے جو کمل اولیاء اللہ کو حاصل ہوتا ہے اور جس کے حصول کے بعد وہ انبیاء کی طرح معصوم تو نہیں بن جاتے ہاں محفوظ کہلاتے ہیں - چنانچہ لفظ یرید الله لیذهب فرمانا اور اراد الله نہ فرمانا خود اس کی دلیل ہے کہ اہل بیت کے لیے عصمت ثابت نہیں - "

بہرحال اس مضمون سے یہ مطلب اخذ کیا جا سکتا ہے کہ جناب عثمانی کے نزدیک "محفوظ" کا درجہ آزادیء اختیار و عمل سے حاصل ہوتا ہے - لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ "اہل بیت" جو مقام بھی حاصل کریں گے وہ کسبی ہے - اس لیے انہوں نے ان سے عصمت کی نفی کی ہے - اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک "یرید اللہ" میں ارادہء تشریعی ہی مراد ہے ' ارادہء تکوینی نہیں -

ہماری رائے بھی یہی ہے کہ اگر اس تفسیر کو سامنے رکھا جائے تو پھر آیہ تطہیر میں ارادہء تکوینی نہیں بلکہ ارادہء تشریعی ہی مراد لیا جانا ضروری ہے ورنہ ازواج کے بارے میں جو آیات آئی ہیں ارادہء تکوینی کی تفسیر ان سے ہم آہنگ نہ ہو گی -

رہی فضیلت کی بات تو ان تینوں تفاسیر کی رو سے "اهل البیت" میں سے جو کوئی بھی تہذیب نفس ' تصفیہ قلب اور تزکیہ باطن کا راستہ اختیار کرے گا - دوہرا اجر پا کر انتہائی اعلیٰ مدارج پر جا پہنچے گا اور اللہ کے حضور سے اجر عظیم اور رزق کریم پائے گا - یہ تفسیر امام زین العابدینؒ سے مروی اس حدیث سے بھی ہم آهنگ قرار دی جا سکتی ہے جسے مجمع البیان میں علامہ طبرسی نے نقل کیا

"کسی نے آپ سے کہا آپ کا گھرانہ تو وہ ہے جسے اللہ نے بخش دیا ہے - آپ نے غصے سے

فرمایا اللہ تعالیٰ نے ازواج نبیؐ کو جو حکم دیا ہے ہم اس کے زیادہ سزاوار ہیں ۔ ایسے نہیں ہے جیسے تو کہتا ہے ہم اپنے نیکو کاروں کے لیے دوہرے اجر کے اور بروں کے دوگنے عذاب کے قائل ہیں ۔ پھر آپ نے دونوں آیتیں (۳۰ ۔۔ ۳۱) تلاوت فرمائیں ۔

اس تفسیر کی روشنی میں کہنا پڑے گا کہ جن روایات کے مطابق پیغمبر اکرمؐ نے اپنی ازواج کو چادر کے نیچے آنے سے روک دیا تو ممکن ہے کہ زیرِ کساء موجود ہستیوں کے حق اولویت ہی کو بتانے کے لیے ہو ۔

چوتھی تفسیر:

اس کے مطابق دو تفسیریں قبول کر لی جائیں ۔ ایک تفسیر ظاہری ' دوسری تفسیر باطنی ۔ تفسیر ظاہری جو پہلی تفسیر کے طور پر بیان کی گئی ہے اور تفسیر باطنی جو پانچویں تفسیر کے طور پر بیان کی گئی ہے ۔

وضاحت:

آیہ تطہیر کے سیاق و سباق کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ کہا جائے کہ اس کی ظاہری تفسیر یہ ہے کہ اس میں ازواج رسولؐ کو مخاطب قرار دیا گیا ہے اور ان سے کہا گیا ہے کہ یہ جو احکام تمہیں دیے گئے ہیں اس میں اللہ کا سوائے اس کے کوئی ارادہ نہیں کہ جس کو تم سے دور کرے اور تمہیں خوب پاک کرے ۔ (اب آگے تمہارا اختیار عمل ہے کہ تم اپنے تئیں دوہرے عذاب کا حقدار بناؤ یا پھر دوہرے اجر کا)

تاہم روایات کو دیکھا جائے تو وہ اس تفسیر سے پوری طرح ہم آہنگ نہیں ۔ شان نزول میں اس آیت کا مخاطب پنجتن پاک کو قرار دیا گیا ہے اور بعض روایات کے مطابق تو ازواج کو زیر کساء آنے سے خود پیغمبر اکرمؐ نے روک دیا ہے اب اگر ان روایات کو بھی قبول کیا جائے تو آیت کے سیاق و سباق کی بھی نفی ہوتی ہے اور عرف عام کی بھی خلاف ورزی بلکہ قرآن حکیم میں جہاں دوسرے

مقام پر اہل بیت آیا ہے وہاں کے مفہوم کے بھی خلاف مفہوم لینا پڑتا ہے ایسی صورت میں ممکن ہے یہ کہا جا سکے کہ روایات اس آیت کے خصوصی مفہوم کے اعتبار سے خصوصی مصادیق کی نشاندہی کرتی ہیں اور آیت کے اس خصوصی مفہوم میں ازواج نبیؐ شامل نہیں ہیں اسی لیے روایات کے مطابق جن کسی زوجہ نے آپؐ سے زیر عبا آنے کی اجازت چاہی تو آپؐ نے (مختلف تعبیرات کے مطابق) یہ فرمایا کہ تم خیر پر تو ہو لیکن ان میں شامل نہیں ہو۔

در حقیقت ازواج نبیؐ کے بعض کاموں پر انہیں سخت تنبیہہ کا ہونا اور دوہرے عذاب اور دوہرے اجر کے تہدید و تشویق کے ذریعے انہیں عمل صالح کی دعوت دینا نیز تاریخ کا ان میں سے بعض کے بارے میں ایسے امور کی نشاندہی کرنا جو ان کے شایان شان نہیں مجبور کرتا ہے کہ ان کے لیے اس آیت میں خصوصی مقام طہارت کی سند کا قائل نہ ہوا جائے اور "یرید اللّٰہ" سے ان کے لیے ارادہ ء تشریعی مراد لیا جائے جبکہ روایات تفسیری اور شان نزول کے تقاضوں کے مطابق نیز آل محمدؐ کا مختلف مقامات پر اپنے لیے اس آیت سے استدلال عظمت اور ان کے انتہائی عظیم کردار اور اسلام کی حفاظت کے لیے ان کی قربانیوں وغیرہ کو سامنے رکھ کر اس آیت کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کی جائے تو ایک مختلف مفہوم حاصل ہوتا ہے۔ اسی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ خاص مفہوم آیہ کی تفسیر باطنی ہے۔ (یہاں اصطلاح سے غرض نہیں ہے بلکہ تطہیر کی دو صورتوں اور آیہ تطہیر کے مفہوم کے دو درجوں کی طرف اشارہ ہے)۔

(باقی آئندہ)